

نظم

نظم کے معنی ”انتظام، ترتیب یا آرائش“ کے ہیں۔ عام اور وسیع مفہوم میں یہ لفظ نثر کے مد مقابل کے طور پر استعمال ہوتا ہے اور اس سے مراد پوری شاعری ہوتی ہے۔ اس میں وہ تمام اصناف اور اسالیب شامل ہوتے ہیں جو ہیئت کے اعتبار سے نثر نہیں ہیں۔ اصطلاحی معنوں میں غزل کے علاوہ تمام شاعری کو ”نظم“ کہتے ہیں۔

عام طور پر نظم کا ایک مرکزی خیال ہوتا ہے جس کے گرد پوری نظم کا تانا بانا جاتا ہے۔ خیال کا تدریجی ارتقا بھی نظم کی ایک اہم خصوصیت بتایا گیا ہے۔ طویل نظموں میں یہ ارتقا واضح ہوتا ہے۔ مختصر نظموں میں یہ ارتقا واضح نہیں ہوتا اور اکثر و بیشتر ایک تاثر کی شکل میں ابھرتا ہے۔ نظم کے لیے نہ تو ہیئت کی کوئی قید ہے اور نہ موضوعات کی۔ چنانچہ اردو میں غزل اور مثنوی کی ہیئت میں نظمیں اور آزاد و معرزا نظمیں بھی لکھی گئی ہیں۔ اس طرح کوئی بھی موضوع نظم کا موضوع ہو سکتا ہے۔

ہیئت کے اعتبار سے نظم کی چار قسمیں ہو سکتی ہیں:

1. پابند نظم

ایسی نظم جس میں بحر کے استعمال اور قافیوں کی ترتیب میں مقررہ اصولوں کی پابندی کی گئی ہو، پابند نظم کہلاتی ہے۔ نئے انداز کی ایسی نظمیں بھی، جن کے بندوں کی ساخت مروّجہ ہیئتوں سے مختلف ہو یا جن کے مصرعوں میں قافیوں کی ترتیب مروّجہ اصولوں کے مطابق نہ ہو، لیکن ان کے تمام مصرعے برابر کے ہوں اور ان میں قافیے کا کوئی نہ کوئی التزام ضرور پایا جائے، پابند نظمیں کہلاتی ہیں۔

2. نظم معرّا

ایسی نظم جس کے تمام مصرعے برابر کے ہوں مگر ان میں قافیے کی پابندی نہ ہو، نظم معرّا کہلاتی ہے۔ کچھ لوگوں نے اسے نظم عاری بھی کہا ہے۔

3. آزاد نظم

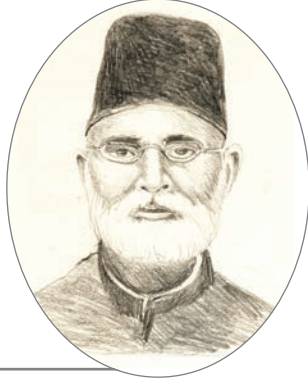
ایسی نظم جس میں نہ تو قافیے کی پابندی کی گئی ہو اور نہ تمام مصرعوں کے ارکان برابر ہوں یعنی جس کے مصرعے چھوٹے بڑے ہوں، آزاد نظم کہلاتی ہے۔

4. نثری نظم

نثری نظم چھوٹی بڑی نثری سطروں پر مشتمل ہوتی ہے۔ اس میں ردیف، قافیے اور وزن کی پابندی نہیں ہوتی۔ آج کل نثری نظم کا رواج دنیا کی تمام زبانوں میں عام ہے۔

حالی

(1837ء - 1914ء)



الطاف حسین حالی پانی پت میں پیدا ہوئے۔ ان کی ابتدائی تعلیم وطن میں اور کچھ تعلیم دہلی میں ہوئی۔ وہ اردو کے ادبی نظریہ ساز ناقد، سوانح نگار اور صاحب طرز انشا پرداز ہیں۔ شاعر کی حیثیت سے بھی ان کا مرتبہ بہت بلند ہے۔ ان کا اصل کارنامہ یہ ہے کہ انھوں نے اردو شاعری کو نئی راہوں پر ڈالا۔ غزل اور قصیدے کی خامیوں کو واضح کیا۔ ان کی غزلیں اور نظمیں لطف و اثر کے اعتبار سے اعلیٰ درجے کی ہیں۔ ان کے کلام میں سادگی، دردمندی اور جذبات کی پاکیزگی پائی جاتی ہے۔ ان کی چار اہم کتابیں ’حیاتِ سعدی‘، ’مقدمہ شعر و شاعری‘، ’یادگارِ غالب‘ اور ’سرسید کی سوانحِ حیات‘ جاوید ہیں۔

مولانا حالی شعر و ادب کو محض مسرت حاصل کرنے کا ذریعہ نہیں سمجھتے تھے۔ وہ شاعری کی مقصدیت کے قائل تھے۔ ان کا خیال تھا کہ شاعری زندگی کو بہتر بنانے میں مددگار ہو سکتی ہے اور دنیا میں اس سے بڑے بڑے کام لیے جاسکتے ہیں۔ وہ شاعری کے لیے تخیل، مطالعہ، کائنات اور مناسب الفاظ کی جستجو کو ضروری سمجھتے تھے۔ حالی کو غالب، شیفۃ اور سرسید کی صحبت حاصل تھی جس سے ان کے تنقیدی شعور کو جلا ملی۔

حالی نے ایک طویل نظم ’مد و جزرِ اسلام‘ مسدّس کی شکل میں لکھی جس کے بارے میں سرسید نے کہا کہ ’’قیامت کے دن جب خدا پوچھے گا کہ تو کیا لایا ہے تو میں کہوں گا کہ حالی سے مسدّس لکھوا کر لایا ہوں۔‘‘



4914CH16

تعلیم سے بے توجہی کا نتیجہ

جنہوں نے کہ تعلیم کی قدر و قیمت نہ جانی مسلط ہوئی اُن پہ ظلمت
ملوک اور سلاطین نے کھوئی حکومت گھرانوں پہ چھائی امیروں کے کعبت
رہے خاندانی نہ عزت کے قابل
ہوئے سارے دعوے شرافت کے باطل

نہ چلتے ہیں واں کام کاریگروں کے نہ برکت ہے پیشہ میں پیشہوروں کے
بگڑنے لگے کھیل سوداگروں کے ہوئے بند دروازے اکثر گھروں کے
کماتے تھے دولت جو دن رات بیٹھے

وہ اب ہیں دھڑے ہاتھ پر ہاتھ بیٹھے
ہنر اور فن واں ہیں سب گھٹتے جاتے ہنرمند ہیں روز و شب گھٹتے جاتے
ادیبوں کے فضل و ادب گھٹتے جاتے طبیب اور ان کے مطب گھٹتے جاتے
ہوئے پست سب فلسفی اور مناظر

نہ ناظم ہیں سرسبز اُن کے نہ ناشر
اگر اک پہننے کو ٹوپی بنائیں تو کپڑا وہ اک اور دنیا سے لائیں
جو سینے کو وہ ایک سوئی منگائیں تو مشرق سے مغرب میں لینے کو جائیں
ہر ایک شے میں غیروں کے محتاج ہیں وہ
مکینکس کی رو میں تاراج ہیں وہ

جو مغرب سے آئے نہ مال تجارت تو مرجائیں بھوکے وہاں اہلِ حرفت
ہو تجار پر بند راہِ معیشت دکانوں میں ڈھونڈیں نہ پائیں بضاعت

پرائے سہارے ہیں یو پار واں سب

طفیلی ہیں سیٹھ اور تجار واں سب

یہ ہیں ترکِ تعلیم کی سب سزائیں وہ کاش اب بھی غفلت سے باز اپنی آئیں

مبادا رہِ عافیت پھر نہ پائیں کہ ہیں بے پناہ آنے والی بلائیں

ہوا بڑھتی جاتی سررہ گذر ہے

چراغوں کو فانوس بن اب خطر ہے

لیے فردِ بخشی دوراں کھڑا ہے ہر اک فوج کا جائزہ لے رہا ہے

جنہیں ماہر اور کرتبی دیکھتا ہے انہیں بخشتا تیغ و طبل و نوا ہے

یہ ہیں بے ہنر یک قلم پھٹتے جاتے

رسالوں سے نام ان کے ہیں کٹتے جاتے

خواجہ الطاف حسین حالی

مشق

لفظ و معنی

بے توجہی	:	دھیان نہ دینا، تعلق نہ رکھنا
مسلط	:	چھایا ہوا، حاوی
کبت	:	مفلسی، بدحالی، خواری

ظلمت	:	اندھیرا، تاریکی
باطل	:	جھوٹ
پیشہ	:	وہ کام جو روزی کمانے کے لیے کیا جائے
فضل	:	بزرگی، مہربانی
طیب	:	علاج کرنے والا، حکیم
مطب	:	دواخانہ
ناشر	:	پھیلانے والا، یعنی کتابیں چھاپنے والا
ناظم	:	انتظام کرنے والا، سکرٹری کے معنی میں بھی مستعمل ہے۔
تاراج	:	برباد
اہلِ حرفت	:	کارِیگر
تجّار	:	تاجر کی جمع، تجارت کرنے والے
معیشت	:	کاروبار، روزی، سببِ زندگی
بضاعت	:	پونجی، سامان
طفیلی	:	بچہ یا مہمان
مبادا	:	کہیں ایسا نہ ہو، خدا نخواستہ
رہِ عافیت	:	بچاؤ کا راستہ، خیریت کا راستہ
طب	:	تقارہ
نوا	:	آواز
رسالوں	:	رسالہ کی جمع، فوجی دستہ

غور کرنے کی بات

- کسی بھی فرد، جماعت، قوم اور ملک کی ترقی کے لیے تعلیم بہت ضروری ہے۔ دنیا کے وہی ممالک اور قومیں خوشحال اور ترقی پذیر ہیں جہاں کے شہریوں میں ہر طرح کی تعلیم اور علم و ہنر موجود ہے۔
- اس نظم میں ہندوستانی قوم کی تعلیم سے دوری کو موضوع بنایا گیا ہے اور تعلیم کے نہ ہونے کی وجہ سے جو نقصانات ہوتے ہیں ان پر روشنی ڈالی گئی ہے۔
- یہ نظم مسدس کے فارم (ہیت) میں لکھی گئی ہے۔ مسدس اس نظم کو کہتے ہیں جس کے ایک بند میں چھ مصرعے ہوتے ہیں۔ اس نظم میں سادہ اور سلیس زبان کا استعمال ہوا ہے۔

سوالوں کے جواب لکھیے

1. تعلیم کی قدر و قیمت کیا ہے؟
2. حکومت اور قوموں پر زوال کیسے آتا ہے؟
3. شرافت اور عزت کا معیار کیا ہے؟
4. ترکِ تعلیم کے کیا کیا نقصانات ہیں؟
5. کسی ملک اور وہاں کے عوام کی ترقی کن چیزوں سے ہو سکتی ہے؟

عملی کام

- اس نظم کو بلند آواز سے پڑھیے۔
- نظم کے بند نمبر ایک سے چار تک خوش خط لکھیے۔

- نظم کے پہلے بند کا مطلب لکھیے۔
- درج ذیل الفاظ میں سے واحد کی جمع اور جمع کی واحد بنا کر لکھیے:
- ملک، سلطان، امیروں، پیشہوروں، سوداگروں، طبیب، منظر، تاجر، رسالوں، فوج
- تعلیم کے فوائد پر ایک مضمون لکھیے۔